مشن دفاع اصحاب رسول ﷺ کا بے باک ترجمان



WWW.SADAEAZEEMAT.COM

آن لائن

ماھنامہ

صدائے عزیمت

شمارہ نمبر 9 | اگست 2012 | جلد نمبر 1



12 اگست

یوم شہادت

سابق امیر اھلسنت والجماعت پشاور

شہیدؒ

محمد اسلم فاروقی

17 اگست

یوم شہادت

امام اھلسنت، بخاری زمان، محقق العصر

شہیدؒ

علامہ علی شیر حیدری

www.
sadaeazeemat.com

A Project Of SSP Internet Wing

مشن دفاع اصحابؓ رسول ﷺ کا بے باک ترجمان

ماھنامہ
آن لائن
صدائے عزیمت
شمارہ نمبر 9 | اگست 2012 | جلد نمبر 1

بیاد
محمد اسلم فاروقی شہیدؒ

بدعا
علامہ محمد احمد لدھیانوی
صدر اہلسنت والجماعت پاکستان

زیر سرپرستی
مولانا محمد اسماعیل درویش
صدر اہلسنت والجماعت پشاور

Contact Us:
sadaeazeemat@gmail.com
www.facebook.com/sadaeazeemat
www.sadaeazeemat.com
+92 - 312 915 62 44

سپاہ صحابہؓ انٹرنیٹ ونگ

ماھنامہ
صدائے عزیمتؒ
آن لائن

فہرست

Monthly
SADAEAZEEMAT
Online

www.sadaeazeemat.com
sadaeazeemat@gmail.com



فرمان الٰہی عزوجل

جس شخص نے تم میں سے فتنہ و مکر سے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے وہ) برابر نہیں ان لوگوں کا درجہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے جنھوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور جہاد کیا اور خدا نے سب سے (ثواب کا) وعدہ تو کیا ہے۔ (القران)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کا معائیہ فرمایا رسول اللہ کو پسند فرمایا چنانچہ آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا، اور علم میں ممتاز فرمایا اور لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپؐ کے اصحابؓ کو پسند فرمایا اور انھیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کے وزراء و مشیر کار بنایا، پس یہ مومنین (صحابہ کرامؓ) جس چیز کو اچھا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جسے مومن قبیح اور غلط سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔

(کنزالعمال)





حمد باری تعالیٰ



دونوں جہاں میں جو کچھ بھی ہے سب تیرے زیر نگیں
جن و انس و حور و ملائک عرش وکرسی چرخ وزمیں
کون و مکاں میں لائق سجدہ تیرے سوا اے نور نہیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے اللہ
لاالہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

سب بندے ہیں کوئی نبی ہو یا ہو ولی یا شہنشاہ
باغ دو عالم بھی ہے تیری قدرت کے حضور اک برگ کاہ
کیوں نہ میں قائل ہوں کہ ہزاروں تیری خدائی کے ہیں گواہ
خار و گل و افلاک و کوا کب کوہ و دریا و مہر و ماہ
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے اللہ
لاالہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

از حضرت خواجہ مجذوبؒ



نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم



اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو
دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو
پھر ذکر لا الہ میرا حرز جان ہو
اس وقت واپسیں یہی میرا کلام ہو
محراب مصطفیٰ میں ہو معراج سر نصیب
پھر سامنے وہ روضہ خیرالانام ہو
پھر بھی مواجہہ میں درود و سلام کا
پر کیف وہ نظارہ ہر خاص وعام ہو
پھر کاش میں مکین حرم مصطفیٰ ہوں
فضل خدا سے روضہ جنت مقام ہو
پھر ذکر لا الہ میرا حرزجان ہو
دوزخ کی آنچ مجھ پہ الٰہی حرام ہو
کتنا بلند اس عجمی کا مقام ہے
جس کو وہ خود یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے

مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ

امی عائشہؓ

ثانیہ نایاب میمن

مومنو کی تو ماں ہے بڑا ذیشان تیرا شان ہے
پاکیزگی کی تیری قرآں میں رب نے کی خود بیاں ہے
نہ زمانے میں تیرا ہمسر کوئی معصوم تھی جب آقا کے گھر آئی
سیکھ کر دین تونے ہمیں سکھایا تیری یہ محبت اور احسان ہے
ہیں دوجہاں کے سردار تیرے سرتاج تیرا ان کے دل پہ راج
حمیرا تجھ کو کہا اکثر ملا ان سے تجھے بڑا پیار اور مان ہے
بھونکے جو تیری عصمتوں پہ لعنت ہے ایسے بدبختوں پہ
رشتہ رکھنا کوئی مناسب نہیں وہ مرتد بے دین غلیظ شیطان ہے
تیرے آنچل کی سلامتی نصب العین میرا توں دل کی دھڑکن نورالعین میرا
تجھ پہ قربان یہ جان ہے تیرے دشمن سے جنگ کا اعلان ہے
تیری حرمت پہ مرمٹوں گا شہید ہوکر تیرے پاس آؤں گا
پیار سے جب توں کہے گی بیٹا تمنا جی کر مرنے کی دوبارہ کروں گا
تیرے زمانے میں گر پیدا ہوتا خدمت تیری اور آقا کی میں خوب کرتا
نایابؔ لوگو کے ساتھ نایاب کہلاتا اب آرزو دیکھنا تیرا وہ مکان ہے

قاری سید صالح شاہ فاروقی

اداریہ

گرامی قدر قارئین کرام اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے تمام بھائی صحتیاب ہونگے اور ساتھ مشن جھنگوی شہیدؒ کی تکمیل کیلیے مصروف عمل ہونگے۔

الحمداللہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنے رحمتوں اور برکتوں سمیت جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقدس مہینے میں روزے رکھنے اور عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور بخیر وعافیت رمضان کا یہ مہینہ اختتام پزیر ہوجائے۔

محترم قارئین چمنستان نبوتؐ کے دو مہکتے پھول اس مہینے میں دنیا میں رحلت فرما چکے ہیں ان میں ایک حرم رسولؐ،عفیفہ کائنات،صدیقہ بنت صدیقؓ،ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ ہے جنکی تاریخ وفات ١٧ رمضان المبارک ہے اور دوسرا سسر فاروق اعظمؓ، داماد رسولؐ، ہم زلف عثمان ذوالنورینؓ،مشیر خاص صدیق اکبر حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ہے جنکی یوم شہادت ٢١ رمضان المبارک ہے۔اھلسنت والجماعت پاکستان کے زیر اہتمام تمام صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے ایام ہائے وفات، شہادت اور ولادت پر ملک بھر میں پروگرامات کے انعقاد کررہے ہیں اور ١٧ اور ٢١ رمضان المبارک کے حوالے سے بھی الحمداللہ ملک بھر میں کانفرنسز، سیمینارز اور مدح صحابہؓ کے حوالے سے جلوس کا انعقاد کیا جاچکا ہے، جسمیں یقیناً ملک بھر کے اصحاب رسولؐ کے جانثاروں نے شرکت کی ہوگی۔

محترم قارئیں جیسا کہ آپکو بخوبی علم ہے کہ اصحاب رسولؐ کے دشمن شیعوں نے برما اور شام کے مسلمانوں پر چند عرصے سے انتہائی مظالم شروع کررکھے ہیں۔جن میں ہزاروں مسلمان مرد، عورتیں اور بچے شہادت کے جام نوش فرما چکے ہیں، مگر افسوس ہے ہمارے ملک کی بے ضمیر میڈیا پر کہ جو انڈیا کے ایک کافر اداکار کے مرنے پر واویلا مچا سکتا ہے مگر اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم وستم کرنے والے شیعوں کے مظالم نہ دکھا سکیں۔

امیدوار صوبائی اسمبلی ۸۳

شہزادہ اہلسنت
محمد فیاض حیدری

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین، دامادِ رسول ﷺ، سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفۂ چہارم ہیں۔ آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ کتابتِ وحی کا اعزاز حاصل ہے۔

ولادت باسعادت: صحیح روایات کے مطابق حضرت علی المرتضیٰؓ بعثت نبوی سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ ابن سعد کے مطابق۔ "آپؓ کی پیدائش رجب کے مہینہ، عام الفیل کے سنہ 30 میں (چھٹی صدی عیسوی) رجب کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد ہوئی۔" (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3)

نام ونسب اور خاندان: حضرت علی المرتضیٰؓ کے والد کا نام ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھا۔ ابوطالب کی پیدائش حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے 35 سال قبل ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق ابوطالب کا نام عبد مناف تھا مگر وہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ "یہ ابوطالب ہی تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آپ کے دادا کے بعد پرورش وخبر گیری کی ذمہ داری قبول کی اور ہمیشہ ان کی حمایت کی اور ساتھ دیا۔" (سیرت ابن ہشام) نبوت کے دسویں سال وسط شوال میں ابوطالب کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر 80 سال سے متجاوز تھی۔ ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا...... حضرت علی المرتضیٰؓ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہؓ بنت اسد تھا، انہوں نے اسلام قبول کیا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنا کرتا (کفن کے طور پر) پہنایا۔ ان کی قبر میں پہلے خود اندر جا کر لیٹے۔ یہ سب ان کی خدمات اور شفقت کا اعتراف اور عزت وتعظیم کا اظہار تھا۔ (للذہبی جلد 2) حضور اکرم ﷺ اپنی چچی فاطمہؓ بنت اسد کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ "میری والدہ کے انتقال کے بعد جن کے بطن سے میں پیدا ہوا، یہی میری ماں تھی۔ ابوطالب جب دعوت کرتے، گھر کے سب لوگوں کے ساتھ مجھے بھی شریک کرتے، یہ خاتون کھانے میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتی تھیں اور میں کسی اور وقت اس کو کھالیتا۔"

(مستدرک حاکم) حضرت علی المرتضیٰؓ چار بھائی تھے۔ طالب، عقیل، جعفر اور چوتھے خود۔ آپؓ کی دو بہنیں تھیں ام ہانی اور جمانہ۔ حضرت علیؓ حضرت جعفرؓ سے دس سال چھوٹے تھے۔ آپؓ کے بھائی طالب غزوۂ بدر کے بعد حالتِ شرک میں فوت ہوئے۔ ایک روایت ہے کہ وہ کہیں باہر گئے تھے، واپس نہیں آئے اور ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔ (المرتضیٰؒ) دوسرے بھائی حضرت عقیلؓ، جن کی کنیت ابویزید تھی، فتح مکہ کے وقت ایمان لائے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ ابن سعد کہتے ہیں۔ "حضرت عقیلؓ کی وفات حضرت معاویہؓ کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی۔" تیسرے بھائی حضرت جعفرؓ تھے، جو کہ ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ ان کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ حضرت جعفرؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جمادی الاوّل 8 ہجری میں غزوۂ موتہ کے موقع پر شہید ہوئے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ "جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی تو چہرہ مبارک پر غم کے نمایاں اثرات دیکھے گئے۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ)

قبول اسلام: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں۔ "خواتین میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں، پختہ کار اور پختہ عمر لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے اور کم عمر والوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔" (المرتضیٰ صفحہ 53)

ہجرت مدینہ: ابن سعد، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ "جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کی نیت سے مدینہ تشریف لے گئے تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں آپ ﷺ کے بعد یہاں ٹھہرا رہوں تاکہ وہ امانتیں جو لوگوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں، وہ سب ان کے مالکوں کو پہنچادوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد تین روز رہا۔ لوگوں کے سامنے آتا جاتا رہا اور ایک روز بھی غائب نہیں رہا۔ تین دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گئے تھے، اس پر چلتا ہوا میں بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں پہنچا، وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں بھی کلثوم بن الهدم کے مکان پر پہنچا، جو رسول اللہ ﷺ کے قیام فرمانے کی جگہ تھی۔" (کنز العمال جلد 8، صفحہ 335، طبع حیدر آباد)

مؤاخات: ابن سعد لکھتے ہیں۔ "رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیفؓ کے درمیان بھائی چارہ (مؤاخاۃ) کا تعلق قائم کیا۔" (الطبقات الکبریٰ جلد 3)

شادی: ہجرت کے دوسرے سال رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے کر دیا۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو مخاطب کیا اور فرمایا۔ "میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت کے بہترین فرد سے کر دیا ہے، پھر ان کو دعائیں دیں۔" (ازالۃ الخفاء) عطاء بن السائب اپنے والد سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ "رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک دبیز چادر میں رُخصت کیا اور جہیز میں ایک مشکیزہ، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر (خوشبودار گھاس، جو کہ عرب میں پائی جاتی تھی) کی چھال بھری تھی، عطا فرمایا۔" (مسند امام احمد بن حنبل)

غزوات و دیگر اعزازت: آپؓ نے غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ شوال پانچ ہجری میں غزوۂ خندق پیش آیا، جسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے، اس معرکہ میں آپؓ نے عمرو بن عبدود کا مقابلہ کیا اور اسے جہنم واصل کیا۔ ذیقعدہ چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، یہ معاہدہ لکھنے کا اعزاز آپؓ نے حاصل کیا۔ ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر پیش آیا، اس معرکہ میں آپؓ کے ہاتھوں مرحب قتل ہوا اور خیبر فتح ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ: حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ ٹھہرے، تمام مسلمانوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (البدایہ والنہایہ) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ "حضرت علیؓ نے کسی وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور کسی نماز میں بھی غیر حاضر نہیں رہے۔" البدایہ والنہایہ: جلد 5)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ میں باہمی محبت و اعتماد کا رشتہ تھا۔ یہی وجہ ہے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکرؓ رکھا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد 7) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے محمد کو گود لیا اور خصوصی نگہداشت کی۔ (تاریخ الخمیس جلد 2) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کی خبر سن کر حضرت علی المرتضیٰؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور روتے ہوئے وہاں پہنچ کر کہنے لگے۔ "اے ابوبکرؓ! آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ واللہ! آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے، سب سے زیادہ آپؓ کا ایمان کامل تھا، سب سے زیادہ آپؓ کا یقین پختہ تھا، آپؓ سب سے زیادہ اللہ کا خوف اپنے دِل میں رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ پر سب سے زیادہ اعتماد رکھنے والے تھے۔ حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ، خوبی و بلندی کردار سے آپؓ ہی کو سب سے زیادہ مشابہت

ومناسبت تھی۔حضورﷺ کے نزدیک زیادہ محترم اور زیادہ قابل اعتماد آپؓ ہی تھے۔اللہ تعالیٰ اسلام کی طرف سے آپؓ کو جزائے خیر دے۔آپؓ نے اس وقت رسول اللہﷺ کی تصدیق کی، جب سب نے تکذیب کی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپؓ کو صدیق قرار دیا اور فرمایا: ترجمہ۔"جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی لوگ متقی ہیں۔"(سورۃ الزمر:33) آپؓ نے حضورﷺ کی اس وقت غم خواری کی، جب سب لوگ پیچھے مڑ رہے تھے۔آپؓ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے، جب لوگ بیٹھ رہے تھے۔سختی اور مصیبت کے وقت آپﷺ کا ساتھ دیا، جب کہ لوگ ساتھ چھوڑ کر نکل رہے تھے۔ثانی اثنین کا اعزاز صحبت رکھنے والے، ہجرت میں آپﷺ کے رفیق، آپﷺ کو دلاسا اور تسکین دینے والے، اُمت میں ان میں بہترین قائم مقامی (یعنی خلافت کا حق ادا) کرنے والے آپؓ ہی تھے۔آپؓ اس وقت مضبوط رہے، جس وقت آپﷺ کے ساتھی ڈھیلے تھے۔ایسے موقعے پر سامنے آئے، جب دوسرے ست تھے۔آپؓ ایسے وقت میں کامیاب رہے، جب دوسرے ناکام رہے۔قوت کے ساتھ اس وقت چلے، جب لوگ رُک رہے تھے۔آپؓ سب میں زیادہ دیر تک خاموش رہنے والے اور سب سے زیادہ جچی تلی بات کرنے والے تھے۔دِل کے سب سے زیادہ شجاع، عمل میں سب سے زیادہ برتر، آپؓ اس شان کے مالک تھے، جن کے بارے میں رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:"جسم کے کمزور اور خدا کے حقوق ادا کرنے میں قوی، اپنی ذات کے لحاظ سے منکسر المزاج مگر اللہ کے نزدیک ذی وجاہت، آسمان وزمین میں پسندیدہ" اللہ آپؓ کو ہماری طرف سے، اسلام کی طرف سے بہترین صلہ وجزا عطا فرمائے۔"

(الجوہرۃ فی نسب النبیﷺ واصحابہ العشرہ جلد2 صفحہ126)

حضرت عمر فاروقؓ کا دور اور حضرت علی المرتضیٰؓ: خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے درمیان کمال درجہ تک محبت و اخلاص کا درجہ قائم تھا۔جب حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو اپنی جگہ قائم مقام حضرت علی المرتضیٰؓ کو بنایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کو حضرت عمر فاروقؓ کی زوجیت میں دے دیا تھا، یہ محبت واخوت اور یگانگت کی واضح اور خوب صورت مثال ہے۔خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ، ایرانی النسل ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھوں 26ذی الحجہ 23ھ کی صبح شدید زخمی ہوئے اور یکم محرم 34ھ ہفتہ کے روز شہید ہوکر پہلوئے مصطفیﷺ میں جا سوئے۔حضرت ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔"جب حضرت عمرؓ

کی شہادت ہوچکی تھی، ان کا جسد خاکی ایک چادر سے ڈھکا ہوا تھا، میں ان کے پاس تھا۔حضرت علی المرتضیٰؓ آئے، حضرت عمرؓ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور چہرہ کو دیکھ کر کہا: ''ابو حفصؓ! آپؓ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے بعد آپؓ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے، جس کے نامہ اعمال کے ساتھ میں اللہ کے سامنے جانا پسند کروں۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔ مسند علیؓ بن طالب)

حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت عمرؓ کی جدائی پر رو رہے تھے، ان سے پوچھا گیا۔ ''کیوں رو رہے ہو؟'' فرمایا۔ ''حضرت عمرؓ کی جدائی پر رو رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ کی جدائی اسلام میں ایک ایسا شگاف ہے، جو قیامت تک پُر نہیں کیا جاسکے گا۔'' (الفتوحات الاسلامیہ جلد 2 صفحہ 429 از سید احمد زینی)

حضرت عثمان غنیؓ کا دور اور حضرت علی المرتضیٰؓ: حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ نامزد ہوئے۔ آپؓ کے عہد خلافت پر العقاد کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ ''حضرت عثمانؓ نے اختیارات سنبھالنے کے بعد سلطنت کے امور خارجہ کو جس طرح قابو میں کیا اور جو حالات اچانک سامنے آگئے تھے، ان کا مداوا جس پامردی، استقلال اور عزم کے ساتھ کیا، وہ قابل تعریف ہے...... ہوشمندی، معاملہ فہمی، احتیاط و اعتدال کے ساتھ جلد کارروائی، حکام اور ان کے خلاف دعویٰ داروں کے معاملہ میں نرمی کی پالیسی ہی مناسب تھی۔'' (العبقریات الاسلامیہ صفحہ 804) حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں باغیوں نے شورشوں کی انتہا کردی، یہاں تک آپؓ کو گھر کے اندر ہی محصور کردیا گیا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے مدافعت اور باغیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت عثمانؓ نے کہا۔ ''میں خدا کا واسطہ اس شخص کو دیتا ہوں جو اللہ کو مانتا اور اس کو حق سمجھتا اور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ میرا اس پر کوئی حق بھی ہے، ایک پچھنے کے لگانے پر بھی میری خاطر خون نہ بہائے۔'' حضرت علیؓ نے دوبارہ اجازت طلب کی اور انہوں نے دوبارہ یہی جواب دیا۔ پھر حضرت علیؓ مسجد میں آئے، اذان ہوئی، لوگوں نے کہا۔ ''اباالحسنؓ! آگے بڑھیئے اور نماز پڑھایئے۔'' حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ ''امام جب کہ قید خانہ ہے، میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ لیکن میں تنہا اپنی نماز پڑھوں گا۔'' چنانچہ تنہا نماز پڑھ

کر اپنے گھر واپس گئے۔ (عثمان بن عفان ذوالنورینؓ از صادق عرجون) حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا جب محاصرہ ہوا تو دفاع کے لئے حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کو 18 ذوالحجہ 35 ہجری میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کا دورِ خلافت: حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد زمام حکومت سنبھالی۔ آپؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو ہادی بنا کر بھیجا ہے، جو خیر و شر کو وضاحت کے ساتھ بتاتی ہے۔ لہٰذا خیر کو اختیار کیجئے اور شر سے کنارہ کش رہئے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو حرمت کا درجہ دیا ہے، ان میں سب سے فائق حرمت مسلمان کی ہے۔“ آپؓ نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا۔ ”آخرت کی زندگی لوگوں کی منتظر ہے۔ اللہ کے بندوں اور ان کی سرزمین کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتے رہئے۔ بہائم اور زمین کے بارے میں بھی قیامت میں سوال ہوگا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ کی اطاعت کیجئے اور اس کی معصیت و نافرمانی سے بچئے۔“ (المرتضیٰ صفحہ 229,230) آپؓ کے دورِ خلافت میں جنگ جمل اور صفین کے دلدوز واقعات پیش آئے۔ سبائیوں اور خارجیوں نے اسلام اور اہل اسلام کو ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

شہادت: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے حوالے سے کہتے ہیں۔ ”آپؓ سب سے زیادہ اللہ کے عبادت گزار، سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے انسان تھے۔ پھر بھی لوگوں نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ ان سے کنارہ کش ہو گئے، یہاں تک کہ خود امیر المؤمنین اپنی زندگی سے اکتا گئے...... کہتے تھے یہ (اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کر کے) اس کے (اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے) خون سے رنگ دی جائے گی۔ اور بالآخر یہی ہو کر رہا۔“ (البدایہ والنہایہ جلد 7) ایک روز آپؓ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے نکلے کہ راستے میں ابن ملجم خارجی نے حملہ کر کے آپؓ کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپؓ 63 سال کی عمر میں 21 رمضان المبارک کو دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے...... آپؓ کی مدت خلافت 4 سال 9 ماہ ہے۔ آپؓ کی نمازِ جنازہ آپؓ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے پڑھائی اور کوفہ کے دار الامارہ میں مدفون ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ جلد 7)

مفتی نجیب اللہ فاروقی

شان امی عائشہ رضی اللہ عنہا



اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا، ان میں انبیاء بھیجے، پھر ان انبیاء اور رسل میں ایک نبی بھیجا جو تمام انسانوں سے اعلیٰ، ارفع، اعظم، اکمل، اجمل اور احسن ہے۔ اس کا نام نامی اور اسم گرامی محمد مجتبیٰ، احمد مصطفیٰ ﷺ ہے، اللہ نے اس کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا، پھر آپؐ کو ساتھی دیئے رفقاء دیئے، صحابہؓ دیئے، جو اس زمانے کے انسانوں میں سب سے اچھے، پاک، صاف، ہر عیب سے پاک لوگ تھے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار (۱۴۴۰۰۰) صحابہؓ دیئے جنھوں نے آپؐ پر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کیا۔ اپنے سر کا خیال نہیں کیا، مال اور اولاد کی پرواہ نہیں کی۔ سب کچھ آپؐ پر لٹادیا۔ جب انہوں نے سب کچھ آپؐ پر قربان کئے تو اللہ نے ان صحابہؓ کی صفت اور مدح کو قرآن کا حصہ بنالیا، ویسے تو سارا قرآن پاک صحابہ کرامؓ کی شان سے بھرا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کے صحابی کا تذکرہ کسی کتاب میں اتنا نہیں کیا جتنا رسول اللہ کے صحابہؓ کا تذکرہ قرآن میں بیان فرمایا۔ صرف صحابہؓ کی شان میں ۷۰۰ آیتیں نازل فرمائیں اور صرف یہ نہیں کیا کہ سارے صحابہؓ اچھے تھے بلکہ ہر ایک کی شان علیحدہ بیان فرمایا۔

بدر میں جو لوگ گئے انکی شان علیحدہ بیان کی، احد، خندق، حنین، تبوک، مکہ، خیبر، بیر معونہ حتی کہ ہر معرکے میں ہر صحابی کے کارنامے کو بیان کیا۔

جن کو دھکے دیکر لوگوں نے مکہ سے نکال دیا انکی شان علیحدہ بیان کی، جنھوں نے رسول اللہؐ پر اپنا مال نچھاور کیا انکی شان علیحدہ کی۔ حتی کہ جنھوں نے پیغمبرؐ کے ساتھ ہر دکھ اور درد میں جو بھی مؤقف اختیا کیا اللہ نے قرآن میں اسکو نقل فرمایا۔

جب خلیفۃ الرسولؐ سیدنا صدیق اکبرؓ کی بات آئی تو اللہ نے صدیق اکبرؓ کی شان میں نو (۹) آیتیں قرآن میں نازل فرمادی جب ام المؤمنین والمؤمنات، رفیقہ حیات رحمت کائنات جسکو میں صدیقہ کہو، کائنات میں لطیقہ کہوں، آقا کی رفیقہ کہوں، مصطفیٰ کی حبیبہ کہوں، صدیقہ بنت صدیق کہوں، محمد کے دل کی تسکین کہوں، جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بات آئی تو اللہ نے آپ کی شان

عفت اور پاکدامنی کے بارے میں اٹھارہ (۱۸) آیتیں قرآن میں نازل فرمائیں۔

اپنی ماں کا تذکرہ کر کے ایمان کو تازہ کروں، ایک اماں وہ ہے جو باپ کہے، بھائی کہے، ایک وہ اماں ہے جس کو خدا نے کہا، کلام اللہ نے کہا، محمد مصطفیٰ نے کہا۔

بی بی عائشہؓ فرماتی ہے کہ نبی کے حرم میں، میں پہلی بیوی ہوں کہ بچپن میں مجھے پورا قرآن یاد ہو گیا، میں نے کفر کی بدبو نہیں دیکھی۔

کسی نے بخاری سے پوچھا۔ خدیجہؓ کا شان زیادہ ہے یا عائشہؓ کا؟۔۔۔ فرمایا خدیجہؓ نکاح میں آئی تو محمد بن عبداللہ کہتے تھے اور جب عائشہؓ نکاح میں آئی تو محمد رسول کہتے تھے۔

نبیؐ کیلئے امی عائشہؓ کا انتخاب اللہ نے کیا ہے اور اسکی عزت، عفت اور پاکدامنی کی حفاظت بھی اللہ نے کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے نبی کیساتھ دو جنگوں میں شرکت کی۔ ایک ذات الرقاع اور دوسرا بنی المصطلق، جنگ بنی المصطلق میں امی عائشہ صدیقہؓ پر عبداللہ بن ابی منافق نے تہمت لگائی، اس وجہ سے نبی کو پریشانی لاحق ہوئی، نبی پریشان، صحابہ پریشان، صدیق اکبرؓ، عمر، عثمان، علی سب پریشان ہو گئے، چونکہ امی عائشہؓ کا انتخاب رسول اللہؐ کیلئے اللہ نے کیا تھا۔ اسلئے صفائی اور عفت کا بیان بھی اللہ نے فرمایا اور قرآن کی آیتیں رسول اللہؐ پر نازل فرمائی (ان الذین جآؤ بالافک) الخ

وہ لوگ جنہوں نے امی عائشہؓ پر تہمت لگائی، اے پیغمبرؐ وہ بھی مدینہ کے رہنے والے لوگ ہیں، اس تہمت کو عائشہؓ کے بارے میں برا نہ سمجھو بلکہ اسے بہتر سمجھو اگر تہمت نہ لگتی تو عرش سے خدا نہ بولتا۔

لیکن جو تہمت لگانے والوں کا سردار ہے اس کیلئے بہت بڑا عذاب مقرر کر رکھا ہے۔

امی عائشہ کی صفائی اللہ نے بیان فرمائی، دوسری لڑائی مقام ذات الرقاع میں شرکت فرمائی۔ اس میں امی کی نیند کیوجہ سے اللہ نے مسلمانوں پر سہولت کا فیصلہ کیا اور تیمم کا حکم نازل فرمایا۔

اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا۔

﴿یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم﴾

جب نماز کیلئے اٹھو۔۔۔وضو کرو۔۔۔ہاتھ دھوؤں۔۔۔منہ دھوؤں۔۔۔کہنیاں دھوؤں۔۔۔اور پاؤں دھوؤں (پ ٦ سورۃ مائدہ آیت ٦)۔

یہ قرآن کا حکم ہے، قرآن کا ضابطہ ہے، لیکن اس ضابطے کو آج سیدہ عائشہؓ کی وجہ سے بدل کر خدا نے حکم دیا (فان لم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا) کہ جہاں تمہیں پانی نہ ملے تیمّم کرلیا کرو۔

نبی کریمؐ حضرت عائشہؓ سے فرماتے ہیں کہ تم میری بیوی ہو دنیا اور آخرت میں۔

محبوب کبریاؐ دوسری جگہ فرماتے ہیں (لا تؤذونی فی اھلی) تم مجھے میرے اھل کے بارے میں تکلیف نہ دو۔

یعنی اگر تم میرے گھر والوں کو تکلیف دو گے تو یہ مجھے تکلیف ہے۔گھر والوں کو گالیاں دو گے یہ مجھے گالی اور تکلیف ہے۔

ازواج مطہرات، مؤمنوں کی مائیں ہیں۔امی عائشہؓ ہماری ماں ہیں، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں۔(وازواجہ امھٰتھم) اور نبی کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

کچھ لوگ اعتراض کرتے تھے، فسادات کرتے تھے، اماں کے دوپٹے کو اتارنے کی کوشش کرتے تھے، تہمت لگاتے تھے۔

میرے بھائیوں تہمت مریمؑ پر لگی۔۔۔انجیل نہیں بولی۔۔۔تہمت یوسفؑ پر لگی۔۔۔تورات نہیں بولی۔۔۔مریمؑ پر تہمت لگے۔۔۔تو بچہ بولے۔۔۔ یوسفؑ پر تہمت لگے۔۔۔ تو بچہ بولے

میرے بھائیوں عائشہؓ پر تہمت لگے۔۔۔چاند بول سکتا تھا۔۔۔ستارے بول سکتے تھے۔۔۔درخت بول سکتے تھے۔۔۔سواری بول سکتی تھی۔۔۔

لیکن خدا نے فرمایا۔۔۔

اے محمدؐ تجھے بولنے کی اجازت نہیں

اے صدیقؓ تجھے بولنے کی اجازت نہیں

اے ستاروں تجھے بولنے کی اجازت نہیں

اے چاند تجھے بولنے کی اجازت نہیں

اے اونٹ تجھے بولنے کی اجازت نہیں

آج عرش سے خدا بولے گا اور عائشہؓ کی صفائی پیش کریگا۔ جو صفائی قرآن کی صفائی میں ہوگی۔ آج اگر ایک بچہ بھی قرآن کی تلاوت کریگا، بوڑھا، جوان، عورت جو انسان اور مسلمانوں بھی قرآن کی تلاوت کریگا تو عائشہؓ کی صفائی کا اعلان کرتا رہیگا۔



ترتیب و تلخیص پخیر جلالی افریدی (مخلص از اثر جونپوری)

وعدہ رہا اے رمضان المبارک

ہو گی طاعت نہ کم عید کے بعد بھی رب کے بندے ہیں ہم عید کے بعد بھی

منزل حق کی جانب بڑھے جائیں گے ۔لیں گے نہ دم ہم عید کے بعد بھی

زندگی میں نئی زندگی پائیں گے ہو جو فکر عدم عید کے بعد بھی

دین و دنیا میں ہو جائیں گے ہم سر بلندگر جبینیں ہوں خم عید کے بعد بھی

ماہ رمضان کی مانند اٹھتے رہیں سوئے مسجد قدم عید کے بعد بھی

کس لئے کریں ہم نالائقی جب ہے رب کا کرم عید کے بعد بھی

راستہ مسجد کانہ بھولیں گے ہاں خدا کی قسم عید کے بعد بھی

کہ نیک اعمال والوں کے حق میں واہے باغ ارم عید کے بعد بھی

کسی کا جو گھر بساتا ہے عید اسی کی ہے جو کام اوروں کے آتا ہے عید اسی کی ہے

کسی کا جو دل دکھائے وہ قابل ماتم جو غمزدہ کو ہنساتا ہے عید اسی کی ہے

جو غفلتوں کے اندھیرے میں ہو وہ کیا خوش ہوجو شمع ذکر جلاتا ہے عید اسی کی ہے

پر اہل دنیا سمجھتے ہیں وہ جو دنیا میں لباس اچھے بناتا ہے عید اسی کی ہے

تمہی بتاؤ کیا تم بھی اس کے قائل ہوکہ میٹھی ڈش جو اڑاتا ہے عید اسی کی ہے

نہیں! نہیں! جوتراویح اور روزوں کی مشقتوں کو اٹھاتا ہے عید اسی کی ہے

جو روزہ خور ہے وہ چور ہے شریعت کابروز عید جو کھاتا ہے عید اسی کی ہے

رہے جو ساتھ شیاطین کے وہ ہے غمگین خدا کا قرب جو پاتا ہے عید اسی کی ہے

مولانا طلعت حسین

جشن آزادی اور ہماری ذمہ داریاں

دن رات کی گردشوں کے بعد اس دفعہ یوم آزادی رمضان المبارک میں آیا چاہتا ہے۔ آج سے پینسٹھ سال پہلے رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں بابرکت دن ۲۷ رمضان المبارک کو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو یہ مملکت خداداد اللہ رب ذوالجلال کی رحمت کے سائے میں معرض وجود میں آئی۔ بالفاظ دیگر ۲۷ رمضان المبارک کو مسلمانوں کو ان کی قربانیوں و دعاؤں کا ثمر ان کو ایک آزاد مملکت کی صورت میں رب ذوالجلال نے عطا کیا۔ اور پرچم ہلالی اس ارض پاک پر لہراتے ہوئے غزنوی، سوری، ابدالی کو سلام پیش کرنے لگا۔ کہ یہی تھے جنہوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک اس سرزمین پاک کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ اور ان کی پھیلائی ہوئی روشنی گویا کہ بنیاد بن گئی ان مسلمانوں کی جنہوں نے آگے چل کر ایک عالمگیر تحریک برپا کی اور اس تحریک نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعروں کی گونج میں اس مملکت خداداد کو اللہ رب ذوالجلال کے رحمت کے سائے میں حاصل کیا۔ اور یوں ہندو سامراج اور فرنگیوں کے ظلم وستم کا سورج غروب ہوا۔ لیکن اس کے بعد لاکھوں مسلمان اس ارض پاک کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اُن کے ظلم وستم و بغض وعناد کا شکار ہوئے۔ آج اس پاک سرزمین کی آزادی کا پہلا جشن منانے والوں میں سے چند ہی باقی ہونگے جنہوں نے اس قیامت صغرائی کا منظر دیکھا۔ نہ صرف دیکھا بلکہ اُن کے اپنے خاندان بھی اس فرنگی و ہندو بنیے کی آتش نفرت کی نظر ہوگئے۔ جنہوں نے اپنا پہلا جشن آزادی اپنے لوگوں سے بچھڑ کر منایا۔ لہو میں ڈوبی ہوئی عید کے دامن میں کتنی دردناک داستانیں چھپی ہوئی تھیں۔ وہ داستانیں اپنے سینوں میں چھپا کر لاکھوں باسی منوں مٹی تلے جا سوئے اور قصہ پارینہ ہوگئے۔ مملکتوں کے قیام کے بعد ان کے دفاع و بقاء سلامتی وخوشحالی کے لئے قوموں کو ایسی قربانیوں کے لئے ہمہ تن تیار رہنا پڑتا ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے اگر اس ذمہ داری کا ہر کس و ناکس احساس کرے تو اپنے اہداف بہت مختصر وقت میں حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اور اپنی کوتاہیوں اور کم ظرفیوں کی وجہ سے صدیوں تک بنیادی چیزوں کا حصول بھی ناممکن لگتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ہم بھی ایسی صورتحال سے دوچار ہیں۔ احساس ذمہ داری کامیابی کی سند ہے اور بڑوں کی ذمہ داری کا ذکر ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے۔ وگرنہ ۱۴ اگست اک دن سوال تو کرے گا نا کہ! تم سب کیا ہو

؟ آزادی کا تحفظ قربانی مانگتا ہے۔تو انقلاب موقف کی روانی، جزبوں کی جولانی کا سوال کرتا ہے۔اس موقعے پر ایک ہمارے غیور طالب علم کا واقعہ ذہن میں گردش کر رہا ہے کہ اسلام آباد کے ایک اسکول میں انعامات کی تقریب تھی تقریب کے دوران اسکول کی طالبات نے ایک گانے پر رقص کیا۔ایک طالب علم نے گولڈ میڈل پہننے کے بجائے ڈائریکٹ ڈائس پر جا کے مائک پکڑا اور اپنی نامزدگی پر شکریہ ادا کیا۔لیکن ساتھ میں یہ کہہ کر تمام لوگوں کو ورطہء حیرت میں ڈال دیا کہ اس تقریب میں چونکہ طالبات نے رمضان کے تقدس کا خیال نہیں رکھا اور واہیات گانے پر رقص کیا اس لئے وہ مسلمانوں کے ملک میں رمضان المبارک کے تقدس کی پامالی کے خلاف بطور احتجاج گولڈ میڈل وصول نہیں کرے گا۔اس پر اس کو ڈانٹا گیا کہ یہ تو بانی پاکستان کے دئے ہوئے سبق رواداری کی خلاف ورزی ہے۔اس پر پچھلی سیٹ پر سے ایک اسکارف پہنی طالبہ نے جو کہا وہ ان لوگوں کو مزید ورطہء حیرت میں ڈال گیا۔اس نے کہا کہ بانی پاکستان نے یہ کب کہا تھا کہ مسلمان بچیاں رمضان میں اپنے والدین کے سامنے گانے پر ڈانس کریں۔اس پر اسکول انتظامیہ نے معذرت کر لی۔قصہ مختصر کہ دماغ وچشم گو کہ مقصد قیام پاکستان کو ڈھونڈنے میں تاحال ناکام ہیں لیکن بانیان پاکستان کی بے مثال قربانیاں کچھ سوچنے پر مجبور کردیتی ہیں۔وگرنہ آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہے۔آج پینسٹھ سال گزر چکے ہیں ہم جشن منا رہے ہیں۔لیکن جشن مناتے وقت یہ خیال بھی اے کاش ہمارے ذہنوں میں کوندے کہ ہم آزادی لٹا رہے ہیں یا بچا رہے ہیں۔من حیث القوم ہم ملک کی بنیادوں کو توانائیاں فراہم کر رہے ہیں یا ڈھا رہے ہیں، کہیں قائد اعظمؒ کی روح نہ کانپ اُٹھے کہ انہوں نے اس مملکت خداداد کی داغ بیل جس بنیاد پر رکھی تھی ہم اُس سے کتنا دور چلے گئے ہیں۔اُس لمحے کو ذہنوں میں لائیں کہ جب منادی کرنے والے نے یہ منادی کی ہوگی کہ وہ خواب کہ جس کی تعبیر پانے کے لئے کتنے جتن ہوئے کتنی جانیں قربان ہوئیں وہ مبارک ساعت آگئی ہے۔جس نے جہاں سنا وہیں سجدہ ریز ہوگیا ہوگا۔آنکھوں سے تشکر کے آنسو جاری ہونگے دل میں مسرتوں کے گلاب کھل رہے ہونگے۔یا اللہ ہماری رمضان المبارک میں کی جانے والی ریاضتیں اور دی جانے والی قربانیاں قبولیت کا درجہ اختیار کر گئیں۔اور ہم اپنی زندگی میں اس خواب کی تعبیر دیکھ سکے۔اور اس ارض پاک کو چومنے کی اور سجدہ ریز ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ہمیں اپنی اس تاریخ کو ہمیشہ یادرکھنا ہوگا۔ ہمارے حکمرانوں کا خدا فرنگی بنا ہوا ہے۔ اور اُن کی اطاعت گزاری کے مقابلے میں رب ذوالجلال کی اطاعت کو (العیاذ باللہ) ثانوی حیثیت دے رکھی ہے۔ ہمارے بڑوں نے جن فرنگیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے دریاؤں کا رنگ اپنے خون سے سرخ کیا تھا آج ہمارے حکمران چند کوڑیوں کے عوض انہی کی غلامی قبول کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آباواجداد کا خون رائیگاں گیا، بے مقصد ہوگئیں ان کی قربانیاں۔ آج ہمارا پیارا پاکستان اپنوں ہی کے ہاتھوں فرنگیوں کا پیشرو اور خادم بن کر رہ گیا ہے۔ گوادر جیسی بندرگاہ جو کہ دنیا کی بہترین بندرگاہ ہے۔ اُس کو امریکہ افغان ٹرانزٹ کا نام دے کر ملک پاکستان کی معاشی ابتری میں اضافے کا سبب بن رہا ہے حقیقی معنوں میں ہمارے جشن آزادی غلامی کی سیاہ راتوں کی صورت اختیار کر چکا ہے پاکستان جو کہ پہلا اسلامی ایٹمی ملک بھی ہے۔ اس حد تک جھکاؤ اس ایٹمی پاور ہونے کی توہین ہے۔ صرف گلی محلوں میں سبز ہلالی پرچم یا جھنڈیاں لگانے کا نام جشن آزادی نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ اسکے بنانے میں جو مقاصد مدنظر رکھے گئے تھے ان کی روشنی میں اپنے کردار کی ڈوریں سنوارنے جانے کا نام جشن آزادی ہے۔ اگر یہ کام ہوجائے تو یہ ہماری سعی استحکام پاکستان کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہوگی۔ آئیں ملکر عہد کریں۔

ہو جس سے معطر کوہ و دامن۔۔ وہ پھول کھلا کر دم لیں گے۔۔ ہم ان انگریزی کالوں سے۔۔ امریکی دلالوں سے۔۔ ڈالر پر بکنے والوں سے۔۔ اب جان چھڑا کر دم لیں گے۔۔ عمر بھر جلنے کا اتنا تو صلہ پائیں گے۔۔ بجھتے بجھتے چند شمعیں تو جلا جائیں گے۔

آخر میں ایک شعر جدوجہد آزادی کی راہ میں جان و مال کی قربانیاں دینے والوں کے نام:

تیری گرد پا تو نہ پا سکا یہ جہاں جہاں کے سفر ہوئے
تیرے نقش پا کی تلاش میں میرے نقش پا بھی امر ہوئے



مولانا بلال فاروقی

ایک ستارہ تھا وہ کہکشاں ہو گیا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں چار طبقات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سب سے پہلے طبقہ انبیاء کا ہے دوسرا طبقہ صدیقین کا ہے تیسرا طبقہ شہداء کا ہے اور چوتھا طبقہ صالحین کا ہے ان چار طبقات میں نبوت اور صداقت کے بعد سب سے بڑا مقام شہادت کا ہے وہ خوش نصیب بندے جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، ناموس رسالت ﷺ اور ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کودتے ہیں اور نہایت دلیری سے لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں۔ شریعت ان نفوس کو شہید کہتی ہے اور قرآن مجید نے ان کو مردہ کہنے سے منع کیا ہے شہادت وہ عظیم نعمت ہے جس کی تمنا خود نبی کریم، ہادی عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی کی ہے۔ انہی نفوس قدسیہ میں ایک عظیم اور تابندہ نام بخاری زماں، حجۃ الاسلام، امام اہلسنت، علم وعمل کے درخشاں، قافلہ حق وصداقت کے سالار ذی وقار، مجاہد بے بدل حضرت اقدس علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا بھی ہے جو اس قحط الرجال کے دور میں ایسے اوصاف حمیدہ کے مالک تھے کہ اب ان کا تصور بھی محال ہے، آپ علم وعمل، ریاضت وعبادت، تسلیم ورضا، محبت وشفقت، اخلاص وتقویٰ، ایثار وقربانی میں سلف صالحین کا کامل نمونہ اور نابغہ روزگار شخصیت تھے، جہاں پر آپ ایک جید عالم تھے وہاں پر آپ شریعت مطہرہ پر پوری طرح پابند تھے، ایک طرف ناموس رسالتؐ وناموس صحابہؓ واہلبیت کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے تھے تو دوسری طرف سینکڑوں علماء اور طلباء کا جامعہ حیدریہ خیرپور سندھ میں صحابہؓ واہلبیت کے ناموس تحفظ کو دلوں میں بٹھانے کے لئے جمع کرنا آپ ہی کا خاصہ تھا، ایک طرف تو آپ سپاہ صحابہؓ کی سرپرستی فرما رہے تھے، جہاں تحریک وتنظیم کے قائل تھے وہاں مدارس دینیہ کی اہمیت کے بھی قدردان تھے، حضرت اقدس کو علم میں رسوخ اور تصوف میں مہارت ایسی حاصل تھی کی دنیا میں تمام فرق باطلہ کے مناظر آپ کے سامنے آنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے، قافلہ حق وصداقت کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ دین خدا اور شریعت محمدیؐ کی سربلندی کے لئے کی جانے والی ہر جدوجہد میں آپ پیش پیش رہتے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو قید وبند کی صعوبتیں، مسلسل گرفتاریاں، ضلع بندی، زبان

بندی، قاتلانہ حملے اور دیگر پریشانیوں اور تکالیف کو برداشت کرتے مگر دوسری طرف ظالموں کا ظلم، جابروں کا جبر اور روافض کا رفض کو ایسا پیوند خاک بنا رکھا تھا کہ اب ان کے لئے حضرت حیدریؒ کے سامنے زبان پر کوئی جملہ لانا تو در کنار کوئی حرف بھی آنا بعید ہو چکا تھا اس لئے اب دشمنان اسلام نے دوسری راہ اختیار کی اور حضرت حیدریؒ پر قاتلانہ حملے شروع کر دیئے، عقل وشعور سے عاری دشمنوں نے یہ سمجھ لیا کہ بانی سپاہ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگویؒ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ "سپاہ صحابہؓ کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے" تو حضرت حیدری شہیدؒ کو کیا ڈر محسوس ہوتا قاتلانہ حملوں کا، وہ تو اس قافلہ حق وصداقت کے سرپرست اعلیٰ اور کاروان جھنگوی شہید کے امیر تھے، ہزاروں علماء ومبلغین حضرت اقدس کی سرپرستی میں فتنہ رفض کے تعقب میں سرگرم عمل رہے، آپ کی عظمت کو سب سے پہلے کسی نے جانا تو وہ قائد سپاہ صحابہؓ مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ تھے، فاروقی شہیدؒ نے جب حضرت حیدریؒ شہید پر ہاتھ رکھا تو اسے گوہر نایاب بنا دیا، جس حیدری کا انتخاب کیا اسے محبوب جہاں بنا دیا آپ کی رفعت وبلندی مقام ومرتبہ کو سب سے پہلے فاروقی شہیدؒ نے جانا پھر ساری دنیا نے مانا کہ کبھی آپ نے پوری دنیا کا سفر کر کے اندرون ملک رد رفض پر دلائل پر مبنی مختلف اضلاع ومقامات پر خطابات تو کبھی بیرون ملک میں عظمت صحابہؓ واہلبیت کے تذکرے کیئے چہرے پر نورانیت کیساتھ رعب ودبدبہ کے باوجود زبان مبارک سے ایسے پھول اور موتی نچھاور فرماتے کہ جو بھی شخص حضرت حیدری شہیدؒ کی گفتگو ایک بار سنتا تو انہی کا ہو کر رہ جاتا۔ حضرت حیدری شہیدؒ کی سرپرستی اور قیادت میں مشن جھنگویؒ کی تکمیل کے لئے مستقبل کے فیصلے کیئے جانے لگے، ماضی کی یادیں تازہ ہونے لگی، اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اللہ رب العزت نے مولانا حق نواز جھنگویؒ کی عزیمت، ایثار القاسمی شہید کی قربانی اور ایثار، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی خطابات اور ذوق مطالعہ، شعیب ندیم شہید کا جوش وولولہ، اعظم طارق شہید کا عزم واستقامت، غرض کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قائدین کو جو صفات وکرامات عطا کیئے تھے ان کو جمع کر کے ایک گلدستہ تیار کر کے اس کا نام نامی علامہ علی شیر حیدری تجویز فرمایا بلکہ بقول شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب کہ ہمیں ۴۰ سال ہو گئے بخاری کا درس دیتے ہوئے مگر ہمارے ذہن میں حدیث مبارکہ کی وہ تاویل آج تک نہیں

آئی جو علامہ علی شیر حیدری شہید کے ذہن میں آجایا کرتی تھی، بہر حال یوں یہ علم کا بحر بیکراں، عزم واستقلال کا کوہ گراں ایسی بے مثال و بے لوث قیادت وسرپرستی میں مشن جھنگوی کے حصول کے لئے منزل کی طرف روانہ ہوا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سنیوں کے حقوق کو پامال ہوتے دیکھ کر شہدائے ناموس صحابہؓ کے خون کی برکت اور اپنے فضل وکرم سے مشن جھنگوی کو چہار دانگ عالم میں پھیلا دیا اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ طویل جدوجہد اور انتہا مصائب وآلام اور صبر آزما حالات کے بعد ملک عزیز پاکستان اور پھر ساری دنیا کے اسلامی ممالک میں دشمنان صحابہؓ واہلبیتؓ کو غیر مسلم اقلیت آئینی طور پر قرار دیا جائے گا۔ حضرت فاروقی شہیدؒ نے اپنے محبوب ومشفق قائد کی تحریک کو ہمکنار کے لئے حیدری شہیدؒ کا انتخاب کر کے مشن جھنگویؒ کو ان کے سپرد کر دیا، اس عظیم کام کا تقاضا بھی یہی کہ یہ امانت کسی عظیم ہستی کو سونپ دیا جائے جو سب کے لئے باعث تکریم ہو، آپ ہر لحاظ سے فاروقی شہید کی جانشینی کے لئے موزوں تھے نہ صرف موزوں بلکہ کماحقہ حقدار بھی تھے، حضرت حیدری شہیدؒ قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر پھرتے رہے، علم کا یہ آفتاب اگر ایک طرف اکابر کا قرض چکا رہے تھے تو دوسری طرف لوگوں کو مستقبل کا فرض یاد دلا رہے تھے، حضرت فاروقی تحریر وتقریر اور حضرت حیدری ایک عظیم مدرس، مناظر، شیخ الحدیث، اور میدان خطابت کے شہسوار تھے۔ مختصر یہ کہ آپ کے علمی، عملی، تحریکی، تبلیغی، تنظیمی قربانیوں کے کارہائے نمایاں کی داستان کسی سے ڈھکی چھپی نہیں آپ نے توحید وسنت، ختم نبوت اور تحریک تحفظ ناموس صحابہؓ کے میدان میں اور ہر باطل فتنہ کیخلاف بے مثال کارنامے انجام دیئے ہیں اور بالخصوص اپنے مشن ناموس صحابہؓ کے لئے مصائب و مشکلات کی پرخطر وادیاں پار کیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنے کبھی مہینوں کبھی سالوں پس دیوار زنداں، قید وبند کی صعوبتیں ہنس کر برداشت کیں اور آپ ہر وقت ہر میدان اور ہر ظالم وجابر سلطان کے مہلک طوفان کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کی فولادی دیوار بن گئے، حق وصداقت کی گرجتی للکار بن گئے، ناموس رسالت وناموس صحابہؓ کے لئے جان کی بازی لگانے کے لئے ہمیشہ تیار وآمادہ رہے ،انہوں نے کئی بار برسر میدان علی الاعلان برملا کہا کہ میں صحابہؓ کے دشمن کے لئے قطعاً کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتا اور نہ گستاخ صحابہؓ کے دوست کو دوست بنا سکتا ہوں بلکہ غلامان مصطفیٰ اور جانثاران پیغمبرؐ کی عزت وناموس کے لئے اپنا مال لٹا سکتا ہوں، سر کٹوا سکتا ہوں مگر

دشمن صحابہؓ کو نہ مسلمان کہہ سکتا ہوں نہ کوئی سمجھوتہ کرسکتا ہوں اور نہ ہی سیدنا صدیق اکبرؓ و سیدنا عمر فاروقؓ کی نوکری، غلامی اور محبت کا رشتہ چھوڑ سکتا ہوں کیونکہ وہ آقا کے غلام اور ہم ان کے غلام حضرت حیدری شہیدؒ کی زندگی کے آخری دور میں آپ کی زبان پر یہ نعرہ ہر وقت جاری وساری ہوگیا تھا کہ صحابہؓ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے۔وہ دیوانے محمدﷺ کے میں دیوانہ صحابہؓ کا، وہ پروانے محمدﷺ کے میں پروانہ صحابہؓ کا۔

اور بالآخر یہی نغمہ گاتے مشن سے وفا کرتے، جام شہادت ہنستے مسکراتے موت کو سینے سے لگا کر خلد بریں میں اپنے محبوب آقا اور محبوب صحابہؓ کی محفل میں پہنچ گئے، نہ کبھی پاؤں پھسلا نہ دل لرزا اسی لئے ان کی قبر کی مٹی کی خوشبو یہی اعلان کر رہی ہے اور دنیا کو بتا رہی ہے کہ

مقرر وقت ہے مرنے کا پھر مرنے سے کیا ڈرنا
بھلا ہم اہل حق مرنے سے ڈر جائیں یہ ہو نہیں سکتا

یہ ایسے سرفروشوں، پروانوں اور مستانوں کا نہ تھکنے والا اور نہ رکنے والا سیلاب رواں ہے جن کے قائدین کے مقدس لہو کی نہریں کبھی جھنگ کی گلیوں میں چلیں تو کبھی جھنگ کے الیکشن کیمپوں پر، کبھی لاہور کے سیشن کورٹ کے دروازوں پر تو کبھی واہ کینٹ کی سرزمین پر کبھی اسلام آباد کے گولڑہ موڑ پر تو کبھی خیر پور کی سڑکوں پر اور کبھی کراچی کے بازاروں میں قائدین و کارکنان کی خون شہادت سے محبت اصحاب رسولﷺ کی روشنی جگمگا رہی ہے جو مسلمانان عالم کے قلوب کو چمکا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تحفظ ناموس صحابہؓ کی تحریک و تنظیم کو وقت کا کوئی ظالم و جابر فرعون نہ دبا سکا نہ مٹا سکا اور نہ انشاء اللہ قیامت تک کوئی مٹا سکے گا۔



قاری سید صالح شاہ فاروقی

محمد اسلم فاروقی شہیدؒ

ایک جرنیل قائد

دنیائے رنگ وبو میں جو بھی آیا ہے، جانے کیلئے آیا ہے۔اس کائنات کی ہر چیز فنا کیلئے ہے۔دوام کس کو بھی نہیں، سوائے رب کائنات کی ذات والاصفات کے جو پیدا ہو ہے وہ مٹ کر رہے گا۔جو ظاہر ہوا ہے وہ چھپ کر رہے گا۔جسے زندگی دی ہے وہ موت کا مزہ بھی ضرور چکھے گا۔موت ایک ایسا پل ہے، جس پر سے زندگی کے ہر مسافر کو ضرور گزرنا ہے۔مگر بعض لوگوں کو ایسی موت نصیب ہوتی ہے کہ اس پر زندگی رشک کرتی ہے۔اوران کی موت سے زندگی کا حقیقی مفہوم اور غرض وغایت سمجھنے میں مدد ملتی ہے ان کی موت سے قوموں کو سرفرازی عطاء ہوتی ہے۔مذہب حق کو بقا ملتی ہے۔عقائد مستحکم ہوتے ہیں ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔باطل قوتوں کیخلاف ایک ولولہ تازہ پیدا ہوتا ہے۔ایک نئی تاریخ رقم ہوتی ہے۔اکابر اسلاف کی یادتازہ ہوجاتی ہے اور کاروان حق وصداقت نئے جذبات کیساتھ بارہ استقامت پر رواں دواں ہوجاتا ہے اور منزل قریب سے قریب تر ہوجاتی ہے۔

ہمارے محبوب قائد، قائد پشاور محمد اسلم فاروقیؒ کو کچھ اسی قسم کی شہادت نصیب ہوتی ہے جنکو ۱۲ اگست ۲۰۰۷ء بروز اتوار دن ۱۱ بجے کے قریب پشاور شہر میں انکے گھر کے گلی کے اندر ہی ایک بدکافر اور دہشت گرد نے ایک منظم سازش کے تحت درندگی کا نشانہ بنایا اور انکے معطر جسم کو خاک وخون میں تڑپایا۔محمد اسلم فاروقی شہیدؒ اپنے قائد امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی وہ بات سچ کر کے دکھایا کہ جسمیں انھوں نے فرمایا تھا کہ ہم جب لوگوں کے سامنے اپنے اکابر کے واقعات اور اسلاف کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو مادہ پرستی اور دنیائے دوں کی محبت میں استغرق کی وجہ سے ان کو یقین نہیں آتا کہ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے دین حق کی خاطر اپنا سب کچھ لٹادیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کیلئے انہوں نے اپنا مستقبل اپنی عزت آبرو، راحت وآرائش اور زندگی داؤ پر لگادی لیکن فرماتے تھے کہ میں اور میری جماعت کے دیگر رفقاء دشمنان صحابہؓ کیخلاف اس قدر بے جگری سے لڑیں گے کہ لوگوں کو اسلاف کی قربانیوں کا یقین آجائے گا۔لوگ جان لیں گے کہ اگر کچھ لوگ قومیت کے نام پر خون دے سکتے ہیں لسانی اور گروہی تعصبات کیلئے

گردنیں کٹوا سکتے ہیں تو کچھ دیوانے ایسے بھی ہیں کہ جو محض دین کی سربلندی اور اصحاب رسولؐ کے ناموس اور امی عائشہ صدیقہؓ کی عفت وعصمت کی خاطر اپنی جانوں کا نزرانہ پیش کر سکتے ہیں۔

محمد اسلم فاروقی شہید محض ایک فرد کا نام نہیں تھا بلکہ وہ تو اپنی ذات میں ایک مکمل تحریک تھا۔80ء کے دہائی میں جب ایران میں خمینی انقلاب زوروں پر تھا اور خالص شیعی انقلاب کو اسلامی انقلاب کا نام دیکر پوری دنیا میں اس کفر کو پھیلانے کیلئے راہ ہموار کر رہے تھے۔تو جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ ہر فرعون کیلئے ایک موسیٰ ہوا کرتا ہے۔تو اس فتنے کو روکنے کیلئے بھی پنجاب کے سرزمین جھنگ میں اللہ تعالیٰ نے علامہ حق نواز جھنگویؒ کو لاکر کھڑا کر دیا اور کچھ ہی عرصہ میں امیر عزیمت کی آواز چہار دانگ عالم میں گونجنے لگا۔تو ابتداء ہی سے محمد اسلم فاروقی نے علامہ حق نواز جھنگویؒ کے آواز پر لبیک کہتے ہوئے انکی جماعت (سپاہ صحابہؓ) میں شامل ہو گئے اور پھر شب وروز اس جماعت کے پلیٹ فارم سے ناموس صحابہؓ کے دفاع کیلئے مصروف ہو گئے اور محمد اسلم فاروقیؒ ہی کی محنت تھی کہ انہوں نے شب وروز محنت کر کے پشاور کے یادگار چوک میں 35 ہزار مجمع جمع کر کے علامہ حق نواز جھنگویؒ کی یادگار تقریر کروائی۔

محمد اسلم فاروقی ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام آرائش مہیا کی تھی۔لیکن اصحاب رسولؓ کے اس دیوانے نے دنیا کو لات مار کر سب کچھ چھوڑ کر دشمنان اصحابؓ رسول کے تعاقب میں لگ گئے۔ان کے والد صاحب کیمطابق اکثر گھر میں انکو یہ نصیحت کی جاتی تھی کہ تم دنیائی کاروبار میں بھی اپنے بھائیوں کا ہاتھ بٹھایا کرو مگر وہ مردِ قلندر جواب میں ارشاد فرماتے ہے کہ یہ جوانی اللہ نے ہمیں کاروبار کیلئے نہیں دی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے اللہ تعالیٰ نے عطاء کی ہے۔اللہ تعالیٰ کا یہ مخلص بندہ صبح سے عصر تک اپنے اسیران کیلئے تحصیل اور کچہریوں کے چکر کاٹتا اور جب وہاں سے فارغ ہو جاتے تو پھر جماعتی حوالے سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوتا جو کہ رات تک یہ اللہ تعالیٰ کا بندہ مسلمانوں سے ملتا اور انہیں مشن اور کاز پہنچاتا اور ساتھ اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دیتا اور اس کیساتھ ساتھ جماعتی ساتھیوں کے ہر خوشی وغمی میں شریک رہتا۔اللہ تعالیٰ نے فاروقی شہیدؒ کو پہاڑ جیسا صبر اور حوصلہ بھی عطاء فرمایا تھا بعض اوقات کسی نے دو تین تلخ باتیں بھی کی تو وہ خندہ پیشانی سے اور ہنسکر ٹال دیتے

اور صرف مقامی سطح پر نہیں بلکہ پورے پاکستان کے جماعتی عہدیداران سے رابطہ ہوا کرتا تھا۔ جہاں بھی کوئی مسئلہ آجاتا بالخصوص صوبہ پختونخواہ میں تو قیادت کے حکم پر اسلم فاروقی شہیدؒ وہاں فوراً پہنچ کر وہ مسئلہ حل کرادیتا۔ راقم کا اسلم فاروقی شہیدؒ سے تعلق تو بہت سے پہلے سے تھا مگر آخری دو تین سال ایک ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے تو بالکل قریب رہنے لگا اور جہاں بھی وہ جاتے جماعتی کاموں کے سلسلے میں تو راقم کو فون کرکے ضرور ساتھ جاتا۔ ایک دفعہ مجھے فون کرکے بتایا کہ میرے گھر آجاؤ ایک جماعتی ساتھی کے کیس کے سلسلے میں ہائی کورٹ جانا ہے۔ شدید گرمی کے موسم میں جب ہم پشاور ہائی کورٹ پہنچ گئے تو عدالتوں کے چکروں سے میں بالکل ناواقف تھا پہلی دفعہ جانے کا اتفاق ہوا تھا جب وہاں تکالیف اور پریشانیاں دیکھی تو میں نے اسلم فاروقی شہیدؒ کو پشاور ہائی کورٹ کے سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے شکایت کی کہ فاروقی صاحب بس میں مزید تھک گیا ہوں آپ تمام کام ختم کرکے آجائے تب تک میں ادھر بیٹھا رہونگا تو اس اللہ کے شیر نے فرمایا کہ اٹھو یار ہم نے کوئی ٹھیکہ تو نہیں لیا ہے۔ کل اگر ہم نہیں ہونگے تو یہ کام کون کرے گا۔ آجاؤ میرے ساتھ گھوموں تاکہ تجھے ان چیزوں کے بارے میں صحیح معلومات ہوجائے۔

جب بھی کانفرنس کی تاریخ مقرر ہوجاتا تو اسلم فاروقیؒ اکیلے ہی تمام انتظامات سنبھالدیتے۔ کانفرنس کے اشتہارات سے لیکر مقررین کو وصول کرنے اور جلسہ گاہ کے تمام انتظامات اکیلے ہی سرانجام دیتے۔ انکی زندگی میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی پروگرام ہوتا اور وہ مقروض نہیں رہتا، ایک دفعہ 2006ء کے صدیق اکبرؓ کانفرنس کے بعد میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ رجسٹر لاؤ کہ حساب کرلیں کہ کتنا خرچہ آیا ہے جب ہم نے حساب لگائی تو پھر بھی فارقی شہیدؒ کراکری والوں کے مقروض تھیں۔ میرے پاس فروقی شہیدؒ کے ذاتی پیسے پڑے تھے انہوں نے فرمایا کہ یار وہ پیسے لاؤ تاکہ کراکری والوں کو دیدوں ہمیں اللہ تعالیٰ دیگر ذرائع سے بندوبست کرے گا۔

محمد اسلم فاروقی شہیدؒ کے کون کونسے صفات کا تذکرہ کروں۔ وہ کونسا صفت حسنہ ہے جو اس مرد قلندر میں موجود نہیں تھا، شب وروز اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے۔ ایک عام آدمی تھا جو کہ کسی بھی مدرسے میں باقاعدہ دینی تعلیم حاصل نہیں کیا تھا۔ مگر جب اپنے مخصوص انداز میں شانِ صحابہؓ بیان کرتا تو مخاطب یہی سمجھتا کہ یہ ایک محقق عالم دین کا بیان ہورہا ہے بالخصوص مشاجراتِ صحابہؓ کے عنوان پر تو بڑے بڑے علماء انکے محققانہ بیان سن کر حیران رہ جاتے۔ شانِ صحابہؓ اور عظمتِ صحابہؓ کے عنوان پر تو گہرا مطالعہ رکھتے

تھے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ غالباً اسی موضوع پر کسی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو صبح کی آذان ہوئی لیکن اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھا۔ جب مشرف نے لال مسجد پر آپریشن کیا اور اس میں ہزاروں طلباء وطالبات کو بے دردی سے اور مظلومانہ طریقے سے شہید کروائے اور قرآن کریم اور احادیث رسولؐ کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا۔ تو اسلم فاروقی شہیدؒ مغرب کو میرے پاس آئے انتہائی رنجیدہ اور افسردہ تھے۔ اچانک آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں اور ارشاد فرمایا کہ بحیثیت مسلمان ہم سب مجرم ہے کل قیامت کے دن ہماری یہ باعزت اور شرم وحیا کے پیکر لال مسجد کے طالبات بہنیں جب ہمارے گریبان میں ہاتھ ڈال کے کہیں گی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور نفاذ شریعت کیلئے جدو جہد شروع کی تھی تم نے بحیثیت مسلمان ہمارا کونسا مدد کیا تو ہم کیا جواب دیں گے۔

یہ 12 اگست 2007ء اتوار کے دن صبح نے تقریباً 10 بجے تھے کہ میں مسجد میں کسی کام میں مصروف تھا اچانک فون کی گھنٹی بجی میں نے فون اٹھایا تو فاروقی شہیدؒ تھے فرمایا قاری صاحب کہا ہو میں نے کہا حضرت میں مسجد میں ہوں۔ تو فرمایا کہ میں آرہا ہوں وہاں ایک راضی نامہ کا پروگرام ہے وہاں جانا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ آجائے۔ میں غسل کرنے باتھ روم گیا جب تقریباً 20 منٹ بعد موبائل فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی میں باہر نکل کر فون اٹھایا تو ایک ساتھی نے یہ قیامت خیز خبر سنائی کہ اسلم فاروقی کو ایک شیعہ دہشت گرد نے فائرنگ کر کے شدید زخمی کیا ہے لہٰذا جلد ہسپتال پہنچ جاؤ۔ بس اس المناک خبر کو سننا تھا کہ پیروں سے زمین نکل گئی اور پتہ نہیں کس حالت میں ہسپتال پہنچا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ وہ ہر وقت ہنستا مسکراتا چہرہ اسی طرح کھلکھلاتا اور تر وتازہ نظر آرہا تھا جیسا کہ وہ زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ اے میرے جماعت کے ساتھیوں میں تو دنیاوی زندگی میں تھک کر جارہا ہوں۔ خبردار میں نے مشن دفاع اصحاب رسولؐ میں کوئی کوتاہی نہیں کی تھی حتیٰ کہ اپنے ننھے منھے پھول جیسے، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور امامہ کو یتیم کرا کے بھی اصحابؓ رسولؐ پر کوئی آنچ نہیں آنے دی تم بھی اپنا اوڑھنا بچھونا مشن جھنگویؒ شہید کو بنا کر اصحابؓ رسولؐ کے دفاع کیلئے ڈٹ جاؤ۔ اور اسی طرح ہمارے محبوب قائد پشاور محمد اسلم فاروقی شہیدؒ نے ہزاروں مسلمانوں کو سوگوار چھوڑ کر اور جرأت اور بہادری کی ایک تاریخ رقم

کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے حیات جاوداں پا گیا۔شاید ایک شاعر نے فاروقیؒ ہی کیلئے یہ اشعار کہے ہیں کہ اے فاروقیؒ

تو مقتل کو کیسے سجا کر گیا ہے　　لہو سے وضو کو بتا کر گیا ہے
وہ موت کے پیچھے لگا مجنون بن کر　　جوانی بھی صحابہؓ پر لٹا کر گیا ہے
نہیں تھی تمنا اسے مال و زر کی　　وہ اہل جہاں کو بتا کر گیا ہے
کہ صد آفرین اسلم فاروقیؒ　　تو غیرت مسلم جگا کر گیا ہے
تیرے نام سے اب بھی لرزاں ہے کافر　　تو دہشت دلوں میں بٹھا کر گیا ہے
تمہیں کیا خبر وہ تو کتنا حسین تھا　　جو مقتل کی سمت مسکرا کر گیا ہے
ہم کیوں اس کو مردہ کہیں؟　　شہادت کا رتبہ جو پا کر گیا ہے

آخر میں پختونخوا حکومت اور خصوصاً پشاور انتظامیہ سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم نے امن کہ خاطر اسلم فاروقی شہیدؒ کے قاتل شبیب شیعہ دہشت گرد کو موقع پر پکڑ کر تمہارے حوالے کیا لیکن چار سال ہو گئے اور پشاور انتظامیہ کے وعدے کے باوجود بھی اب تک انکو پھانسی نہیں دی گئی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس خبیث النفس قاتل کو فوری طور پر پھانسی پر لٹکایا جائے۔

ساديہ نواب مغل

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام عائشہ اور القاب صدیقہ، ام المؤمنین، حمیرا، عفیفہ کائنات، حبیبہ حبیبِ خدا، مخدومتہ المسلمین سیدہ عائشہ آپؐ کی زوجہ محترمہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپؐ کی زوجہ اول حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ نے ہجرت سے تین سال قبل وفات پائی، ان کے بعد حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے اور پھر حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو حضرت عائشہؓ کی تصویر دکھائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے عائشہ کو بیوی پسند فرمایا ہے، پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے؟ پتہ چلا کہ یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ بچپن ہی سے نہایت ذہین اور عمدہ ذکاوت کی مالک تھی، حضرت عائشہؓ کا آنحضرتؐ سے نکاح ارادہ مشیت الہی میں مقدر ہو چکا تھا چنانچہ نکاح ہو گیا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر ۶ برس تھی تاہم رخصتی ۹ برس کی عمر میں ہوئی، اتنی کم سنی میں حضرت عائشہ کا آپؐ کے گھر آنا گہری حکمتوں اور دینی فوائد سے خالی نہ تھا، حضرت عائشہ نکاح کے بعد ۳ برس تک اپنے والدین کے گھر میں رہی، ۲ برس ۳ ماہ مکہ میں اور مدینہ میں ۷ ماہ، ۷ ماہ ہجرت کے بعد اپنے گھر میں رہی اور جو ۷ ماہ اماں عائشہ نے مدینہ منورہ میں گزارے، اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر کیوں نہیں بلا لیتے؟ آپؐ نے فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کی رقم موجود نہیں ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے درخواست کی کہ میری دولت قبول ہو چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے قرض لیکر حضرت عائشہؓ کے پاس بھجوائے اور اس کے بعد مدینے کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آئی، حضرت ام عمانؓ نے بیٹی کو آواز دی وہ جھولا جھول رہی تھی، ماں نے منہ دھلایا، بال سنوارے، تھوڑی دیر کے بعد آپؐ تشریف لائے، اس وقت آپؐ کی ضیافت دودھ سے کی گئی اور یہ شوال ۱ ہجری کا واقعہ ہے، آنحضرت کا حضرت عائشہ سے شادی کے یہ واقع اُمت کے لئے عظیم اسوہ حسنہ ہے، حضرت عائشہ کی شادی بھی شوال میں ہوئی اور رخصتی بھی، حضرت عائشہ کی تعلیم اور تربیت کا زمانہ رخصتی کے بعد شروع ہوتا ہے، اسی زمانہ میں آپؓ نے لکھنا پڑھنا سیکھا اور ناظرہ قرآن پاک بھی پڑھا، آپؓ نے تاریخ و ادب کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی تھی، طب کا فن عرب سے سیکھا۔ امام ذہبیؒ نے لکھا ہے آپؓ امت کی خواتین میں علی الاعلان سب سے زیادہ

فقیہ ہے، حضرت عائشہؓ کی مرویات کی تعداد ۲ ہزار ۲ سو دس ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اعلیٰ درجات پر فائز تھی، آپؓ زہد میں ضرب المثل تھی، جس طرح سخاوت میں ضرب المثل تھی، آپؓ کو وہ واضح فضائل حاصل تھے کہ جو کسی بھی مسلم خواتین میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ خود فرماتی ہے کہ مجھے وہ فضائل حاصل ہوئے جو مریم بنت عمران کے علاوہ کسی کو نہیں دیے گئے۔

۱) جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لیکر اترے حتی کہ حکم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح کرلے میرے علاوہ کسی کنواری سے نکاح نہیں فرمایا۔

۲) جب آپ کی روح قبض کرلی گئی اس وقت آپؐ کا سر میری گود میں تھا۔

۳) میرے حجرے میں آنحضرتؐ کی قبر بنائی گئی۔

۴) ملائکہ میرے حجرے میں آتے جاتے اور میں آپؐ کی لحاف میں ہوتی اور وہی پر وحی نازل ہوتی۔

۵) میں انکی خلیفہ اور صدیقؓ کی بیٹی ہوں۔

۶) میری پاکیزگی کی گواہی آسمان سے آئی۔

۷) مجھے پاک چیزوں میں بہترین خلقت میں ڈالا گیا۔

۸) مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت میں ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ سرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر، اسی طرح آپؐ کا معمول تھا کہ جب بھی کسی غزوے میں تشریف لے جاتے تو آپؐ اپنی ایک بیوی کو خدمت کے لئے لے جاتے، ہر مرتبہ قرا اندازی ہوتی، جس بیوی کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے ۲ غزوات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ آپؐ کے ساتھ تھی، ایک غزوے سے واپسی پر قافلے نے پڑاؤ ڈالا، گھات کے اندھیرے اور وزن کے کم ہونے کی وجہ سے قافلے

والوں کو علم نہ ہو سکا کہ حضرت عائشہؓ ان کے ہمراہ موجود ہے یا نہیں؟، حضرت عائشہؓ کو قضائے حاجت سے فراغت میں تاخیر ہوئی اور ادھر قافلہ رخصت ہو گیا، حضرت ام المؤمنین پیچھے بھاگنے کی بجائے قافلے کی قیام کی جگہ لیٹ گئی، حضرت سفوانؓ جن کی ڈیوٹی قافلے کی گری پڑی اشیاء کی نگہداشت تھی، تھوڑی دیر کے بعد وہاں پہنچے تو حضرت عائشہؓ کو دیکھ ششدر رہ گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ حضرت سفوان نے اونٹ میرے قریب بٹھا دیا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا، میں سوار ہو گئی اور اس لفظ کے علاوہ اس کی زبان سے پورے راستے کوئی بھی لفظ میں نے نہیں سنا، اخلاق اور کردار کے لحاظ سے ایسا پاکباز انسان میں نے کبھی نہیں دیکھا، ادھر مدینہ منورہ میں منافقین نے طوفان اٹھا لیا، چاروں طرف من گھڑت اور بے بنیاد الزامات لگائے جانے لگے، آنحضرتﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ بھی پریشان ہو گئے، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت سفوانؓ کے سفر کو غلط رنگ دیا گیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے گھر تشریف لے گئی ،صفائی کے لئے آنحضرتﷺ کو صحابہ کرامؓ کا اعلیٰ سطح کا اجلاس مسجد نبویؐ میں طلب کرنا پڑا، بلا آخر حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق وحی الٰہی کے انتظار کا فیصلہ ہوا، اگلے ہی روز سورۃ نور نازل ہوئی تو آنحضرتﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سمیت تمام صحابہؓ کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صفائی میں سترہ آیات قرآنی کا اترنا تھا کہ حضرت عائشہؓ کی عظمت اسلامی تاریخ کا حصہ بن گئی، اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وجہ سے تیمم کا قرآنی حکم نازل ہوا۔

حافظ مبصر معاویہ

حضرت علیؓ کا اصحاب محمد ﷺ سے پیار

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا! بلاشبہ میں نے ہدایت کے نشانوں اوراندھیرے کے چراغوں کو دیکھا ہے، رحمت کے فرشتوں نے ان کو گھیر لیا تھا، خدا کی خاص رحمت ان پر نازل ہوتی رہتی تھی آسمانوں کے دروازے ان کے لیے کھل گئے بزرگی کے القابات انکے لیے تیار کیے گئے ایسا مقام ان کونصیب ہوا جہاں خداتعالٰی نے ان کو جھانک کر دیکھا بس ان کی کوششوں پرراضی ہوااوران کے مرتبے کی تعریف فرمائی۔(نہج البلاغہ جلد۲صفحہ۲۳۹)

حضرت علیؓ سے رسول اکرم ﷺ سے فرمان منقول ہے کہ" اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے انہوں اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردیااور مجھے دارالہجرت تک سوار کرکے لائے اور نماز میں میری رفاقت کی اور بلالؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا، اللہ عمرؓ پر رحم کرے وہ سچ کہتے ہیں اگرچہ تلخ ہو،حق نے اس حال میں چھوڑدیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں، اللہ عثمانؓ پر رحم کرے کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اللہ علیؓ پر رحم کرے، اے اللہ حق کو اس طرف پھیر جس طرف علیؓ پھریں"۔

حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے شروع ہی میں حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ بیعت کرلی تھی اورروایت کے مطابق آپؓ نے عام لوگوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لیے چھ ماہ بعد پھر مجمع عام میں بیعت کی خود حضرت علیؓ کی زبان سے جو منقول ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک لحہ کے لیے بھی حضرت صدیق اکبرؓ کے برحق ہونے میں تردد نہیں کیا۔علامہ حافظ ابن عبدالبراستیعاب میں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں،

قیس بن عبادہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ"رسول اللہ کئی شب وروز بیماررہے ان دنوں میں نماز کے لیے اذان ہوتی تو آپؐ فرماتے تھے، کہ ابوبکرؓ کو حکم پہنچادووہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، پھر جب رسول اللہ کی وفات ہوگئی تو میں نے غورکیا تو معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا جھنڈا ہے اوردین کا رکن ہے لہذا ہم نے اپنی دنیا پیشوائی کے لیے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ نے ہمارے دین کی پیشوائی کے لیے پسند فرمایا، پس آپ نے ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔

www.Sadaeazeemat.com sadaeazeemat@gmail.com

ترمذی میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول ؐخدا نے فرمایا ''ابوبکرؓ وعمرؓ بڑی عمر والوں کے سردار ہیں؛ سوائے انبیاء اور مرسلین کے، یہ حدیث حضرت علیؓ سے متعدد سندوں کے ساتھ منقول ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس امت میں سب سے پہلے ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ؛ حضرت علیؓ کے اس قول کو (80) اسی آدمیوں نے روایت کیا ہے۔

ایک روز حضرت علیؓ نے خواب میں دیکھا کہ فجر کی نماز میں نے نبی کریمؐ کے پیچھے پڑھی اور محراب سے تکیہ لگا کے بیٹھ گئے ایک لڑکی ایک طبق چھوہاروں کا لائی اور رسول خدا کے سامنے رکھ دیا، آپؐ نے ایک چھوہارہ اس میں لے کر میرے منہ میں رکھ دیا اور پھر دوسرا چھوہارہ اٹھا کر میرے منہ میں رکھ دیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور دل میں رسول ؐخدا کی زیارت کا شوق تھا اور زبان ان چھوہاروں کی حلاوت باقی تھی، اس کے بعد میں وضو کر کے مسجد گیا اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز فجر پڑھی اور وہ بالکل اسی طرح محراب میں تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خواب بیان کروں لیکن قبل اس کے میں کچھ بولوں ایک عورت آئی اور اس کے ہاتھ میں ایک طبق چھوہاروں کا تھا وہ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی اور وہ طبق حضرت عمرؓ آگے رکھ دیا انہوں نے اسی طرح دو چھوہارے یکے بعد دیگرے میرے منہ میں رکھے اور باقی دوسرے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کرادیے، میرا دل چاہتا تھا کہ وہ اور دیں جب کہ انہوں نے فرمایا کہ اے بھائی! اگر رسول خدا نے رات کو تمہیں اس سے زیادہ دیے ہوتے تو میں زیادہ دیتا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا کہ میں نے جو خواب رات کو دیکھا تھا وہ سب ان کو معلوم تھا، تو فرمایا کہ ''اے علی مومن نور ایمان سے دیکھتا ہے، میں نے کہا امیر المومنین آپؓ سچ فرماتے ہیں، میں نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا، اور آپ کے ہاتھ سے بھی چھوہاروں کی وہی لذت پائی، جو رسول ؐخدا کے دست مبارک سے ملی تھی۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کی وزارت آپؓ کے ذمہ تھی اور آپ ان کے ساتھ اپنی حسن وعقیدت اور دلی محبت کا اظہار اس اہتمام سے کیا کہ آج روافض ان کی باتوں کی کوئی تاویل نہیں کر سکتے، اپنے زمانہ خلافت میں ''خیر الامتہ بعد الانبیاء ابوبکرؓ وعمرؓ'' یعنی نبیؐ کے بعد تمام امت سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور پھر عمرؓ، آپؓ نے خدا جانے کس اہتمام سے اور کتنی بار اعلان کیا آج اسی (80) سندوں

سے آپ کا یہ قول کتب حدیث میں موجود ہے، نیز اپنی خلافت میں ایک گشتی فرمان لکھ کر شائع کرایا کہ "جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے افضل کہے گا اس کو میں وہ سزا دونگا جو مفتری کو دی جاتی ہے"۔

حضرت عثمانؓ کے محاصرے کی خبر آپؓ کو ملی تو آپؓ نے کچھ پانی روانہ فرمایا لیکن باغیوں نے حضرت عثمانؓ تک نہ پہنچنے دیا اور پھر حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو حکم دیا کہ تلوار لے کر چچا عثمانؓ کے دروازے پر پہرہ دو اور کسی باغی کو اندر نہ جانے دینا، باغیوں نے تیر اندازی کی اور حضرت حسنؓ خون میں نہا گئے، محمد بن طلحہؓ زخمی ہوئے اور حضرت علیؓ کے غلام قنبر کو بھی زخم لگے، جب حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید کردیے گئے تو آپؓ نے صاحبزادوں کو منہ پر تھپڑ مارے اور کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا۔

قیسؓ بن عبادہ کہتے ہیں کے میں نے جنگ جمل میں حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: اے اللہ میں تیرے سامنے خون عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں جس روز عثمانؓ شہید ہوئے مجھے اس قدر غم ہوا کہ میری عقل زائل ہوگئی اور مجھے اپنی زندگی بری معلوم ہوئی لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تو میں نے کہا کہ میں ان سے حیا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بیعت قبول کروں جنہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ "اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں" اور مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ عثمانؓ شہید کردیے گئے اور ان کو دفن سے بھی روکا جاتا تھا۔

جنگ صفین کے بعد حضرت علیؓ سے حضرت معاویہؓ کے متعلق اور حضرت معاویہؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق اچھے کلمات منقول ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا! اے لوگو: حضرت معاویہؓ کی حکومت کو برا نہ سمجھو خدا کی قسم جب وہ نہ رہیں گے تو دنیا میں سخت بدامنی پھیلے گی ۔(ازالۃ الخفاء):

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؓ ایک گشتی فرمان کے ذریعے عام طور پر یہ اعلان کیا کہ اہل شام اور ہمارا خدا ایک، ایک نبی، اور قیامت پر ایمان بھی ایک جیسا ہے، نہ وہ ہم سے زیادہ نہ ہم ان سے زیادہ ہمارا اور ان کا معاملہ بالکل ایک ہے، اختلاف صرف خون عثمانؓ کا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں اس خون سے بری ہوں۔